9603 ـ ہم نماز پنجگانہ کیوں ادا کرتے ہیں

سوال

میں نے قرآن میں پڑھا کہ انسان پر تین مرتبہ نماز پڑھنی واجب ہے، سورج نکلنے سے قبل، اور سورج غروب ہونے کے بعد، اور دن کے وسط میں، تو پھر ہم پانچ مرتبہ نماز کیوں ادا کرتے ہیں؟
گزارش ہے کہ آپ مجھے وہ قصہ نہ بیان کریں جس میں ہے کہ پچاس ہزار نماز فرض تھیں اور پھر اس میں کمی کر کے پانچ رہنے دی گئیں، میں چاہتا ہوں کہ جواب اطمنان بخش ہو ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

1 ـ سوال میں جو نمازوں کی تعداد ذکر کی گئی ہے وہ غلط ہے، نمازیں پچاس تھیں (50) پھر ان میں تخفیف کر کے پانچ رہنے دیا گیا جو کہ رب العالمین کا مسلمانوں پر احسان و انعام ہے.

2 ـ احکام شرعیۃ کی دو اقسام ہیں:

ان میں سے کچھ احکام تو ایسے ہیں جو معقول المعنی ہیں، اور کچھ ایسے ہیں جو صرف تعبدی ہیں، اور اس کی حکمت ہم پر مخفی ہے، نہ تو یہ حکمت کتاب اللہ میں اور نہ ہی سنت رسول اللہ میں ذکر کی گئی ہے.

پہلی قسم کی مثال شراب اور جوا قمار بازی کی حرمت ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارے لیے اس کی حرمت کی حکمت بیان کی ہے جو کہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی میں ہے:

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوے کے ذریعہ تمہارے مابین دشمنی و عداوت اور بغض پیدا کردے، اور تمہیں اللہ تعالی کے ذکر اور نماز سے روك دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو المآئدۃ (91).

اور اس طرح کے احکام بہت زیادہ ہیں.

اور دوسرے کی مثال یہ ہے:

نماز ظہر کا زوال کے وقت، اور مسلمان کا کعبہ کے گرد اس طرح طواف کرنا کہ کعبہ اس کی بائیں جانب ہو، اور سونے کا نصاب دس کا چوتھائی حصہ اور نماز مغرب تین رکعات، اس طرح کے احکام بہت زیادہ ہیں.

اور جو چیز سوال میں دریافت کی گئی ہے وہ دوسری قسم میں سے ہے جو کہ وہ ہے جس کی حکمت کا ہمیں نہ تو کتاب اللہ سے علم ہوتا ہے، اور نہ ہی سنت نبویہ سے، لہذا اللہ تعالی کے حکم کو تسلیم کرنا واجب ہے، اور پھر اس طرح تو سب احکام میں سوالات تکرار سے پیدا ہونگے.

مسلمان شخص پر واجب ہے کہ جس کی حکمت اللہ تعالی نے مبہم رکھی ہے وہ اس پر توقف کرے، اور وہ بھی اسی طرح کہے جس طرح کہ مومن لوگ کہتے ہیں: سمعنا واطعنا ہم نے سن لیا اور اطاعت کر لی، اور وہ بنی اسرائیل کی طرح نہ بنے جنہوں نے یہ کہا:

سمعنا و عصینا ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی، اور انہیں اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل کرنا چاہیے:

وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں، اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں الانبیاء (23).

3 - الموسوعة الفقهية الكويتية (1 / 49 - 51)میں بہت ہی نفیس کلام کی گئی ہے جسے ہم فائدہ کے لیے نقل کرتے ہیں:

فقھی مسائل میں تشریعی حکمت کے ادراک اور عدم ادراک کے اعتبار سے دو قسموں میں منقسم ہوتے ہیں:

پہلی قسم:

وہ احکام جن کا معنی عقل میں آتا ہے، اور اسے احکام معللہ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے، یہ وہ احکام ہیں جس کی تشریع کی حکمت کا ادراک کیا جا سکتا ہے، یا تو اس حکمت پر نص ہونے کی بنا پر یا پھر اس کا استنباط آسان ہے.

اور یہ مسائل بہت زیادہ ہیں جو کہ اللہ تعالی نے مشروع کیے ہیں مثلا نماز، زکاۃ، روزے، اور حج کی مشروعیت، اور اسی طرح نکاح میں مہر کی مشروعیت کا وجوب، اور طلاق اور خاوند کی فوتگی کی حالت میں عدت، اور بیوی اور اولاد اور رشتہ داروں کے نفقہ کا وجوب، اور اسی طرح ازدواجی زندگی میں مشکلات کی صورت میں طلاق کی مشروعیت... ہزاروں فقھی مسائل ہیں.

دوسری قسم:

احکام تعبدیہ:

یہ وہ احکام ہیں جس کے فعل اور اس پر مرتب ہونے والے حکم کے مابین مناسبت کا ادراک نہیں ہو سکتا، اس کی مثال نمازوں کی تعداد، اور رکعات کی تعداد، اور حج کے اکثر اعمال ہیں.

اور اللہ تعالی کی رحمت ہے کہ ان احکام کی تعداد پہلی قسم معقول المعنی کے مقابلہ میں بہت کم ہے، اور ان تعبدی احکام کی تشریع میں بندے کا امتحان ہے کہ آیا وہ حقیقی اور سچا مومن ہے یا نہیں ؟

اور یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ شریعت اپنے اصول اور فروعات میں ایسی اشیاء نہیں لائی جن کا عقل انکار کر دے، بلکہ بعض اوقات ایسے اشیاء ہو سکتی ہیں جن کا عقل ادراک نہیں کر سکتی، اور ان دونوں معاملوں میں بہت فرق ہے.

انسان جب ۔ عقلی طور پر ۔ مطمئن ہو جائے کہ اللہ تعالی موجود ہے اور وہ حکمت والا ہے، اور وہ اکیلا ہی ربوبیت کا مستحق ہے کوئی اور نہیں، اور وہ ۔ عقلی طور پر ۔ اس نے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے معجزات اور دلائل دیکھے ہیں انہیں تسلیم کر لے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس تک پہنچے ہیں، تو اس طرح اس نے اللہ تعالی کی حاکمیت اور ربوبیت کا اقرار کر لیا، اور یہ اقرار کر لیا کہ وہ بندہ ہے اور اللہ کی بندگی کرنے والا ہے، لہذا جب اسے کوئی حکم دیا جائے یا کسی کام سے روکا جائے تو وہ کہے:

میں اس حکم پر اس وقت تک عمل نہیں کرونگا جب تک اس حکم کی حکمت کا مجھے علم نہ ہو جائے یا جس کام سے منع کیا گیا ہے اسے منع کرنے کی حکمت معلوم نہ ہو جائے، تو اس طرح اس نے اپنے اس دعوی کو جھٹلا دیا کہ وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، کیونکہ عقلوں کی حد ہے جو اس کا ادراک نہیں کر سکتی جیسا کہ حواس کی بھی حد ہے جہاں سے حواس تجاوز نہیں کرتے.

اور اللہ تعالی کے تعبدی احکام سے سرکشی کرنے والے کی مثال بالکل اس مریض جیسی ہے جو کسی تجربہ کار اور بااعتماد ڈاکٹر کے پاس گیا اور ڈاکٹر نے اسے کچھ دوائیں تجویز کر دیں، بعض کھانے سے قبل اور بعض کھانے کے دوران اور بعض دوائیں کھانے کے بعد اور ان سب کی مقدار بھی مختلف تجویز کی، تو وہ مریض ڈاکٹر سے کہنے لگا:

میں آپ کی دوائی اس وقت تک استعمال نہیں کرونگا جب تک آپ کھانے سے قبل، اور کھانے کے دوران اور کھانے کے بعد استعمال کرنے کی حکمت بیان نہ کریں، اور اس میں کیا حکمت ہے کہ آپ نے اس کی خوراک کی مقدار میں بھی فرق رکھا ہے؟

تو کیا یہ مریض واقعتا اور حقیقتا اس ڈاکٹر پر اعتماد کرتا ہے ؟

تو اسی طرح جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پرایمان کا دعوی کرے اور پھر ان احکام میں سرکشی کرے جن کی حکمت کا وہ ادراک نہیں کر سکتا، جبکہ حقیقی اور سچا مومن تو وہ شخص ہے جسے جب کوئی حکم دیا جائے یا کسی کام سے منع کیا جائے تو وہ کہتا ہے، میں نے سن لیا اور اطاعت کی، اور خاص کر جب ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ ایسے کوئی احکام نہیں جنہیں عقل سلیم تسلیم نہ کرتی ہو اور اس کا انکار کرے، لہذا کسی چیز کا علم نہ ہونا اس کی نفی کی دلیل نہیں ہوتی.

کتنے ہی احکام ایسے ہیں جن کی حکمت ہم سے مخفی ہے، اور وہ گزر جانے کے بعد ہمارے لیے حکمت ظاہر ہوتی ہے، بہت سے لوگوں پر خنزیر کے گوشت کی حرمت کی حکمت مخفی تھی، پھر ہمیں یہ پتہ چلا کہ یہ خبیث جانور کتنی قسم کی بیماریاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اور اس کی خبیث اور گندی صفات بھی ظاہر ہوئیں، اللہ تعالی نے چاہا کہ اسلامی معاشرے کو ان بیماریوں اور گندی صفات سے محفوظ رکھے.

اور اسی طرح اس برتن کا معاملہ جس میں کتا منہہ ڈال دے تو اسے سات بار دھونا اور جس میں ایك بار مٹی کے ساتھ دھویا جائے....

اس کے علاوہ کئی احکام ہیں جن کی مشروعیت کے راز اب کھل رہے ہیں، اگرچہ پہلے یہ ہم پر مخفی تھے.

واللہ اعلم .